

امام بخاری اور ان کی علمی خدمات

جناب عبد الرشید عراقی صاحب

(۲)

تصانیف پر مختصر تبصرہ

۱۔ الادب المفرد۔ یہ کتاب حدیث سے متعلق ہے۔ اس میں اخلاق و آداب سے متعلق احادیث جمع کی گئی ہیں۔ اس کتاب کے مطالعہ سے انسان صحیح معنوں میں انسان بن جاتا ہے۔ فو اب صدیق حسن خاں قنوجی رئیس مجھوپال (م ۱۳۰۶ھ) نے اس کا اردو ترجمہ بنام توفیق الباری للادب المفرد للبخاری کے نام سے کیا۔ آج کل یہ کتاب ہفت روزہ الاعتصام لاہور میں حافظ صلاح الدین یوسف ایڈیٹر الاعتصام کے حاشیہ و تعلق و تبویب سے شائع ہو رہی ہے۔ پہلے پہل یہ کتاب آگرہ سے طبع ہو کر شائع ہوئی۔

۲۔ التاریخ الکبیر۔ یہ کتاب امام بخاری نے ۸۸ سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں وضع مبارک اور منبر نبوی کے درمیان بیٹھ کر لکھی تھی۔ اس کتاب میں امام صاحب نے صحابہ، تابعین، تبع تابعین، میں سے رواۃ حدیث کا استیعاب کیا ہے اور ناموں کے لکھنے میں حروف تہجی کی ترکیب رکھی ہے۔ جیسا کہ امام صاحب فرماتے ہیں:

لا اخی بحدیث عن الصحابة والتابعین الا عرفت مولد

اکثرهم ووفاتهم ومساکنهم

یعنی میں نے صحابہ و تابعین سے جو احادیث بھی بیان کی ہیں۔ میں ان میں سے

یہ ان میں سے اکثر کے راویوں کے مسلک و مولد اور سالِ وفات سے واقف ہوں۔

اور آگے چل کر امام صاحب مزید فرماتے ہیں:

لا يوجد اسم في التاريخ الا وله عندي قصة الا اني كرهت ان
ليطول الكتاب۔

یعنی تاریخ میں بمشکل ہی کوئی نام ایسا ہے جن کے حالات مجھے مفصل طور پر معلوم نہ ہوں، لیکن طوالت کے خوف سے میں نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

یہ کتاب دائرة المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن سے سنہ ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۹۴۱ء میں شائع ہو چکی ہے۔

۳۔ التاريخ الاوسط :- اس کتاب کے متعلق تفصیل نہیں مل سکی۔ اس کا قلمی نسخہ دوسری جنگِ عظیم تک جرمنی کے سرکاری کتب خانہ برلن میں موجود تھا۔

۴۔ التاريخ الصغير :- فن تاریخ میں امام صاحب کی یہ ایک نادر کتاب ہے۔ اس میں امام صاحب نے مشاہیر صحابہ، تابعین و تبع تابعین کے نسب اور تاریخہائے وفات کا ذکر کیا ہے، ساتھ ساتھ جرح و تعزیل بھی کی ہے۔ اس کی تالیف تاریخہائے وفات کے مطابق کی ہے۔ جیسا کہ خطبہ میں فرماتے ہیں۔

كتاب مختصر من تاريخ النبي صلى الله عليه وسلم و المهاجرين
والانصار وطبقات التابعين لهم باحسان ومن بعدهم
وفواتهم وبعض نسبهم وكناهم ومن يروى عن من حديث۔

یعنی یہ ایک مختصر تاریخ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین و انصار و طبقات تابعین اور ان کے بعد کے لوگوں کے بارے میں اس کتاب میں ان کی وفات، ان کے نسب، ان کی کنیت وغیرہ، نیز جو حضرات سے حدیث اخذ کرنے میں اعراض کیا گیا، ان کا ذکر بھی کیا گیا۔

یہ گراں قدر کتاب الہ آباد سے شائع ہو چکی ہے۔

۵۔ خلق افعال العباد: صحابہ و تابعین جس طرح آیات و احادیث سے فرق باطلہ کا رد کرتے ہیں۔ وہی طرز اس کتاب کا بھی ہے۔ اس کتاب میں فرقہ باطلہ، جہمید اور معطلہ کا رد ہے اور آیات و احادیث کے ساتھ آثار صحابہ و اقوال تابعین بھی درج ہیں۔ یہ کتاب بھی شائع ہو چکی ہے۔

۶۔ بحر رفع الیدین: رفع الیدین کے بارے میں بڑی جامع کتاب ہے۔ اثاب رفع الیدین کے علاوہ روایات عدم رفع الیدین پر بھی بخوبی تنقید کی ہے۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ یہ کتاب بھی مع اردو ترجمہ شائع ہو چکی ہے۔

۷۔ بحر قراۃ خلف الامام: امام صاحب کا مشہور رسالہ ہے۔ امام صاحب نے اس رسالہ میں قراۃ خلف الامام کو بدلائل احادیث و آثار ثابت کیا ہے۔ اور اس سلسلے میں کیے جانے والے اعتراضات کے جواب نہایت عمدگی سے دیئے ہیں۔ جن سے امام صاحب کے فن مناظرہ میں بیڈٹولی اور بہارت نامہ رکھنے کا ثبوت ملتا ہے۔ یہ کتاب بھی شائع ہو چکی ہے اور اس کا اردو ترجمہ بھی ہے۔

۸۔ تراوالدین: اس کتاب کا موضوع نام سے ظاہر ہے، لیکن اس کی تفصیل معلوم نہیں ہو سکی۔

۹۔ کتاب الضعفاء الصغیر: اس کتاب میں حروف تہجی کی ترتیب سے ضعیف راویوں کے نام گنوائے گئے ہیں۔ اکثر صورتوں میں وجہ تصنیف اور راوی کے تلمذ کا بھی ذکر کیا ہے۔ تصنیف میں جو غیر معمولی احتیاط برتنی گئی ہے۔ اس کا اندازہ اس کتاب کے مطالعہ سے ہوتا ہے۔

۱۰۔ اس مسئلہ میں بڑی بڑی کتابیں تالیف ہو چکی ہیں۔ امام بیہقی (م ۴۵۸ھ) کی کتاب القراءہ۔ علامہ عبدالحی لکھنوی (م ۳۰۴ھ) کی امام الکلام (عربی) مولانا عبدالرحمن مبارک پوری (م ۳۵۳ھ) کی تحقیق الکلام اور مولانا حافظ محمد گوندہ لوی (م ۴۰۵ھ) کی خیر الکلام بڑی جامع تالیفات اور قابل مطالعہ ہیں۔

یہ کتاب بھی مطلوب و ضروری ہے۔

۱۰۔ الجامع الکبیر :- اس کتاب کے متعلق بھی کچھ نہیں معلوم ہو سکا۔ اس کا کامل علمی نسخہ حافظ ابن کثیر (م ۷۴۲ھ) کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ دارالعلوم برلن (جرمنی) میں دوسری جنگ عظیم سے پہلے موجود تھا۔ اب معلوم نہیں کہ یہ نسخہ موجود ہے یا ضائع ہو چکا ہے۔

۱۱۔ ۱۲۔ المسند الکبیر، التفسیر الکبیر :- ان دونوں کتابوں کا ذکر امام صاحب کے تلمیذ امام محمد بن یوسف فربری (م ۳۳۰ھ) نے کیا ہے۔ ان کتابوں کی تفصیل کہ بارے میں کچھ پتہ نہیں چلتا۔

۱۳۔ کتاب الاشرار :- اس کتاب کا ذکر امام دارقطنی (م ۳۸۵ھ) نے اپنی کتاب الموطف والمختلف میں کیا ہے۔

۱۴۔ کتاب الہبہ :- اس کا ذکر امام بخاری کے کاتب ابو جعفر محمد بن ابی حاتم وراق (کاتب بخاری) نے کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں!

و عمل کتابا فی الہبۃ فیہ نحو خمس مائتۃ حدیث وقال
لیس فی کتاب وکیع فی الہبۃ الاحادیثان مسندان، وثلاثۃ وثی
کتاب ابن مبارک خمسۃ او نحوھا۔

یعنی انہوں نے ہبہ کے موضوع پر پانچ سو کے قریب احادیث پر مشتمل ایک جامع کتاب لکھی ہے۔ جبکہ اس موضوع پر وکیع کی کتاب میں صرف دو یا تین احادیث ہیں اور مبارک کی کتاب میں صرف پانچ کے لگ بھگ۔ اس کتاب کے بارے میں بھی تفصیلات نہیں ملتی ہیں۔

۱۵۔ کتاب المبسوط :- اس کتاب میں احادیث سے فقہی مسائل مستنبط کر کے تفصیل سے

سے سیرۃ البخاری ص ۱۶۸۔

۱۶۔ المسند الکبیر کا فہمی نسخہ امام ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ دارالعلوم برلن (جرمنی) میں دوسری جنگ عظیم سے پہلے موجود تھا (سیرۃ البخاری ص ۱۷۰)۔

بیان کیے گئے ہیں۔ یہ کتاب بھی طبع نہیں ہو سکی ہے، اور نہ ہی اس کی کوئی تفصیل معلوم ہو سکی ہے، اس کا قلمی نسخہ حافظ ابن مندہ (م ۳۱۰ھ) کے ہاتھ کا لکھا ہوا دوسری جنگِ عظیم سے قبل جرمنی کے کتب خانہ میں موجود تھا۔

۱۶۔ کتاب الکئی: روایت حدیث میں کئی تئوں کا استعمال ضروری ہوتا ہے تاکہ ایک راوی کا اختلاف دوسرے راوی سے نہ ہو۔ اس کتاب میں امام صاحب نے ان رجال کا تذکرہ کیا ہے، جو اپنی کئی سے مشہور و معروف ہوئے۔

۱۷۔ کتاب العلل: محدثین کرام کی اصطلاح میں علت حدیث سے مراد وہ غنی اور پوشیدہ وجوہات اور اسباب ہیں جو حدیث کی صحت اور قبولیت میں قاجح ہوتے ہیں۔ حالانکہ حدیث بظاہر ہر طرح سے صحیح اور سالم نظر آتی ہے۔ یہ علم علوم حدیث میں نہایت دقیق اور مشکل سمجھا گیا ہے، اس کے لیے راویوں کی تاریخ ہائے پیدائش، لقاء و رواۃ اور تاریخ ہائے وفات پر عبور حاصل کرنے کے علاوہ ہر راوی کے الفاظ حدیث اور حدیثوں کا احاطہ بھی ضروری ہے۔ محدثین کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ علم نہایت غامض اور ادق ہے، لہذا اس فن پر کچھ لکھنے کی قدرت انہیں محدثین کو حاصل ہوئی جن کو اللہ تعالیٰ نے فہم و فراست کی روشنی عطا کر رکھی تھی، جن کو قوتِ حافظہ میں۔۔۔۔۔ کمال حاصل تھا۔ جن کو حدیث پر کھلی عبور تھا۔ چنانچہ اس فن میں امام علی بن مدینی (م ۲۴۰ھ)، امام احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ)، امام بخاری (م ۲۵۵ھ) اور امام ابو زرعم (م ۲۸۱ھ) مہارت تامہ رکھتے تھے۔

امام بخاری نے اس کتاب میں اس موضوع پر اظہارِ خیال کیا ہے۔ اور اس کتاب کی انفرادیت یہ ہے کہ اس موضوع پر ان سے پہلے کسی اور عالم نے کوئی مستقل کتاب نہیں لکھی ہے۔ اس کتاب کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں معلوم ہو سکا ہے۔

۱۸۔ کتاب القوائد: اس کتاب کا ذکر امام ابو عبیسی ترمذی (م ۲۶۹ھ) جنہیں آپ کا شرفِ تلمذ حاصل ہے۔ جامع ترمذی کی کتاب المناقب میں کیا ہے۔ اس کتاب میں فن حدیث

کے ایسے نکات بیان کیے گئے ہیں جو فرضِ عمل سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس کتاب کے بارے میں کوئی تفصیل نہیں مل سکی۔

۱۹۔ کتاب المناقب: اس کتاب کا موضوع نام سے ظاہر ہے۔ اس میں صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین کے حالات و مناقب بیان کیے گئے ہیں۔ مگر اس کتاب کی تفصیل بھی نہیں مل سکی ہے۔

۲۰۔ اسامی الصحابہ: اس کتاب کا موضوع بھی نام سے ظاہر ہے۔ اس میں صحابہ کرام کے حالات تفصیل سے لکھے گئے ہیں۔ اس موضوع پر امام بخاری سے پہلے کسی نے کوئی مستقل کتاب نہیں لکھی تھی۔

۲۱۔ کتاب الوجدان: اس کتاب میں امام بخاری نے ان رواۃ صحابیوں کا ذکر کیا ہے، جن سے صرف ایک ہی حدیث مروی ہے۔ امام صاحب سے پہلے اس موضوع پر کسی نے کوئی مستقل کتاب نہیں لکھی تھی۔ البتہ آپ کے بعد آپ کے دو شاگردوں امام مسلم صاحب صحیح مسلم (م ۲۶) اور امام ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی صاحب السنن (م ۳۳) نے کتاب الوجدان کے نام سے کتابیں لکھی تھیں۔ یہ دونوں کتابیں اگرہ میں طبع ہو کر شائع ہو چکی ہیں۔ امام بخاری کی کتاب الوجدان کے شائع ہونے کی تفصیل نہیں مل سکی۔

۲۲۔ قضایا الصحابہ و التابعین: امام صاحب نے یہ کتاب ۲۱۲ھ میں تصنیف کی تھی۔ اس کا موضوع کتاب کے نام سے ظاہر ہے۔ اس میں صحابہ کرام اور تابعین عظام کے قضایا فیصلے جمع کیے گئے لیکن افسوس کہ اس کتاب کا صحنی کچھ پتہ نہیں چل سکا۔

۲۳۔ کتابا لرفاق: اس کا ذکر صاحب کشف الظنون نے کیا ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں

لے البتہ اس کے بعد حافظ ابن عبدالبر اندلسی القربلی المالکی (م ۴۶۳ھ) نے استیعاب، علامہ عوالم الدین ابن الاثیر الجوزی (م ۷۴۳ھ) نے اسد الغابہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) اللمایة فی تمیز الصحابہ کے نام سے کتابیں لکھیں۔ اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مفصل حالات درج ہیں۔ (عراقی)

۱۵۰ سیرۃ البخاری ص

کتاب المرقاۃ للبخاری من کتب الحدیث

اس کی تفصیل بھی معلوم نہیں ہو سکی۔

۲۴۔ الجامع الصغیر فی الحدیث :- صاحب کشف الطنون نے اس کا بھی ذکر کیا ہے۔
اس کا قلمی نسخہ حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ دوسری جنگِ عظیم
سے قبل جرمنی کے کتب خانہ میں موجود تھا۔

۲۵۔ الجامع الصیح :- قرآن مجید کے بعد اسلام کے احکام، اسلام کی تعلیمات اور اسلام
کے اخلاق کا مجموعہ صرف وہ کلماتِ طیبہ ہیں، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے۔
چنانچہ علامہ سید سلیمان ندوی (م ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۹۵۳ء) لکھتے ہیں:

علم القرآن اگر اسلامی علوم میں دل کی حیثیت رکھتا ہے تو علمِ حدیث
شاہِ رگ کی۔ یہ شاہِ رگ اسلامی علوم کے تمام اعضاء و جوارح تک خون
پہنچا کر ان کے لیے تازہ زندگی کا سامان بہم پہنچاتی ہے۔ آیات کا شانِ نزول
اور ان کی تفسیر، احکام القرآن کی تشریح و تعبیر، اجمال کی تفصیل، عموم کی تخصیص،
مبہم کی تعبیر، میں علمِ حدیث کے ذریعے معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح حاملِ قرآن
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور حیاتِ طیبہ اور اخلاق و عادات
مبارکہ اور آپ کے اقوال و اعمال اور آپ کے کسب و مستحبات اور احکام و
ارشادات اسی علمِ حدیث کے ذریعے ہم تک پہنچے ہیں۔ اسی طرح خود اسلام کی
تاریخ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے احوال اور ان کے اعمال و اقوال اور اجتہادات و
استنباطات کا خزانہ بھی اسی کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے۔ اس بنا پر اگر یہ کہا
جائے تو صحیح ہے کہ اسلام کے عملی پیکر کا صحیح مرقع اسی علم کی بدولت مسلمانوں
میں ہمیشہ کے لیے موجود و قائم ہے۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ ناقیامت رہے گا۔

۱۔ سیرۃ البخاری ص ۱۷۲

۲۔ " ص ۱۷۳

مسلمانوں نے آغاز اسلام سے قرآن پاک کے بعد اس علم کو اپنے سینے سے لگایا۔ اور اپنی پوری محنت، قابلیت اور اخلاص و عقیدت کے ساتھ اس کی ایسی خدمت کی کہ دنیا کی کوئی قوم اپنی قدیم روایات و اسناد کی حفاظت کی مثال پیش نہیں کر سکتی اور ایسا ہونا ضروری بھی تھا۔ کیونکہ اسلام قیامت تک کی زندگی کے لیے آیا ہے۔ اس لیے اس کے صحیفہ آسمانی اور حیات نبوی کا رشتہ بھی قیامت کے دامن سے وابستہ ہے۔

تدوین حدیث | علم حدیث حضرت عمر بن عبدالعزیز (م ۱۰۱ھ) کے زمانے سے پہلے صحابہ و تابعین کے سینوں میں محفوظ تھا۔ اگر آپ اس کی طرف توجہ نہ کرتے تو علم حدیث کا ذخیرہ وجود میں نہ آتا۔ لیکن انہوں نے دیکھا کہ القضا نے زمانہ کے ساتھ علماء کا گروہ روز بروز ٹٹتا جاتا ہے اور اس کے ساتھ علوم شرعیہ کے مرث جلتے جا رہے ہیں۔ اس لیے انہوں نے قاضی ابوبکر بن حزم (م ۴۱۵ھ) کو جو اس وقت مدینہ کے گورنر تھے، لکھا:

انظر ما كان من حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم
فاكتبه فاتي خفت ودروس العلم وذهاب العلماء ولا يقبل الا
حديث النبي صلى الله عليه وسلم

احادیث نبویہ کی تلاش کر کے ان کو لکھ لیں، کیونکہ مجھے علم کے ٹٹنے اور علماء کے دنیا سے اٹھ جانے کا خدشہ ہے اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث قبول کی جائے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) لکھتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا یہ حکم صرف مدینہ اور گورنر مدینہ کے ساتھ مخصوص نہ تھا، بلکہ انہوں نے تمام صوبوں کے گورنروں کے نام اسی قسم کا فرمان بھیجا تھا۔ بہر حال اس حکم کی تعمیل کی گئی۔ حافظ ابن عبدالبر القریبی اللاندلسی (م ۴۶۳ھ)

۱۔ تدوین حدیث مناظر احسن گیلانی (م ۱۹۵۶ھ) صحیح بخاری کتاب العلم باب کیف یقتضی العلم۔

۲۔ فتح الباری جلد ۱ ص ۱۰۴

نے سعد بن ابراہیم کی ۔ امت نقل کی ہے :

۱۔ مرتنا عمر بن عبد العزیز لیجمع السنن فکتباھا
دفتراً دفتراً فبعث الی کل ارض له علیها سلطان دفتر
ہم کو عمر بن عبد العزیز نے جمع حدیث کا حکم دیا۔ اور ہم نے دفتر کی دفتر
حدیثیں لکھیں اور انہوں نے ایک ایک مجموعہ ہر جگہ جہاں جہاں ان کی حکومت
تھی، بھیجا۔

دوسری صدی ہجری میں حدیث کی تدوین کا سلسلہ شروع ہوا۔ امام مالک (م ۱۷۹ھ)
نے موطا میں اہل حجاز کی حدیثیں جمع کیں۔ امام ابن جریر (م ۱۵۰ھ)، مکہ معظمہ میں، امام
اوزاعی (م ۱۵۷ھ)، شام میں امام سفیان ثوری (م ۱۷۰ھ) نے کوفہ میں اور ابوسلمہ
حماد (م ۱۶۷ھ) نے اہل بصرہ کی احادیث کے مجموعے مرتب کیے۔ تیسری صدی ہجری میں
امام بخاری نے احادیث کی جمع پر توجہ کی۔ آئیے دیکھتے ہیں کہ انہوں نے یہ فریضہ کس طرح
انجام دیا۔

صحیح بخاری کا اصلی نام [صحیح بخاری کا اصل نام یہ ہے۔ الجامع الصحیح المسند من احادیث
رسول اللہ و سنتہ و ایامہ، حقیقت یہ ہے کہ ایک حدیث کے مجموعے کے لیے اس سے زیادہ
مناسب اور جامع نام ہو ہی نہیں سکتا ہے۔

تصنیف کا آغاز [متعین طور پر تو یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ امام صاحب نے بخاری کی تالیف
کا آغاز کس سنہ میں کیا اور کب اس سے فارغ ہوئے، لیکن اتنا معلوم ہے کہ اس کی تالیف و
تکمیل کے بعد انہوں نے اسے اپنے شیوخ امام احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ)، امام علی بن مدینی
اور امام یحییٰ بن معین (م ۲۴۲ھ) کے سامنے پیش کیا تھا۔ اس پتہ چلتا ہے کہ ۲۴۳ھ میں یہ
کتاب مکمل ہو چکی تھی، البتہ اس میں بعد میں اضافے ہوتے رہے۔

۱۔ جامع البیان العلم ص ۳۸
۲۔ مقدمہ فتح الباری ص ۵، ۴

نواب صدیق حسن خان قنوجی والی بھوپال (م ۱۳۰۳ھ) لکھتے ہیں۔

ابن عدی باجماعتی از شیوخ خود نقل کرده کہ بخاری تخریج تراجم کتاب خویش در مدینہ در میان قبر و مبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بتقدیم رسانیدہ و ہر ترجمہ کہ می نوشت دو رکعت نماز می گزارد و وجہ توفیق بیان نقل مکتہ مسجد حرام، و دیگرہ این گفته اند کہ مسودہ مسجد الحرام کردہ باشد در مدینہ مطہرہ آن را بیاض بردہ یعنی اصل مسودہ پر فطر ثانی مسجد الحرام میں ہوئی۔ اور وہاں تینقح و تہذیب کے بعد دوسرا مسودہ تیار فرمایا۔ پھر مسجد نبوی میں مسودہ ثانیہ میں ترجمہ الاحادیث مقرر فرمایا۔ اس مبیضہ میں احادیث درج فرماتے وقت یہاں بھی ہر حدیث پر دو رکعت نماز ادا فرمانے کا التزام و اہتمام رکھا۔ بلاشبہ اس تصنیفی محنت اور تہذیب و تینقح کے سلسلہ میں ان کو دو تین بار از سر نو مسودہ جات کو بدلنا اور دوسرا لکھنا پڑا۔ اور اس کو مہذب اور منقح کرانے کے سلسلہ میں عظیم مجاہدہ گزرنا پڑا۔

امام صاحب نے صحیح بخاری کو جس محنت اور عرق ریزی سے مرتب کیا اور صحیح احادیث اس میں جمع کیں۔ یہ صرف امام بخاری ہی کا کام تھا۔ حافظ ابن الصلاح (م ۶۴۳ھ) نے اپنے مقدمہ میں اور مولانا عبدالحی لکھنوی (م ۱۳۰۴ھ) ظفر الامانی میں امام صاحب کا یہ قول نقل کیا ہے۔

ما دخلت فی کتابی الجامع الا ما صح و ترکت من

الصالح بجلال الطول ۱۰۰

میں نے کتاب جامع الصحیح میں صرف صحیح حدیثوں کو داخل کیا ہے۔

۱۰۰ اتحاف النبلا ص ۵۰

۱۰۰ مقدمہ ابن الصلاح ص ۸۰ ظفر الامانی ص ۵۰

اور آگے فرماتے ہیں:

خروج کتاب الصحيح من زعمنا سنة الف حديث

وجعلته حجة بيني وبين الله تعالى -

یعنی میں نے اپنی جامع صحیح کو ۶ لاکھ طرق سے صحیح احادیث کو منتخب کر کے

تیار کیا ہے اور اپنے اور اللہ عزوجل کے درمیان اس کو حجت قرار دیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رم ۵۲۸ نے امام صاحب کا قول اس طرح نقل کیا ہے۔

قال صنفت كتاب الجامع في المسجد الحرام وما ادخلت فيه حديثاً

حتى استخرت الله وصدقت ركعتين وتنقيت صحته -

اور محی السنۃ نواب صدیق حسن خان ام ۳۰۷ لکھتے ہیں کہ امام بخاری نے فرمایا:

داخل نہ کر ام صحیح صحیح حدیث مگر بعد استخارہ ثبوت صحت دے۔

یعنی امام بخاری نے جامع صحیح بخاری کے مسودہ پر مسجد حرام میں نظر ثانی فرمائی اور ہر

حدیث کو جامع صحیح مگر لکھتے وقت تازہ غسل کیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور ہر حدیث پر استخارہ

کیا۔ اور جب یقین صحت حاصل ہوا تو اس حدیث کو جامع صحیح میں شامل کیا۔

(باقی)

۱۔ طفر الامانی ص ۳۱ و مقدمہ فتح الباری ص ۴۴

۲۔ مقدمہ فتح الباری

۳۔ التحاف البنلا ص ۴۸